محفوظ الہامی کتاب صرف قرآن ہی

از جناب مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری

(۱) دنیا کے اندر جسقدر مذاہب موجود ہیں ویسے تو ان کے ماننے والے اپنے اپنے مذہب کی حقانیت اور دوسرے مذہب کے بطلان کے دعویدار ہیں۔ آج یہ بات مسلم ہوگئی ہے کہ کسی مذہب کے صدق وکذب کی سب سے بڑی پہچان اس مذہب کی الہامی کتاب کا تغیر تبدل سے محفوظ رہنا ہے۔ آج کی تھوڑی سی فرصت میں ہم اسی اصول پر مذہب اسلام اور قرآن کو رکھنا چاہتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید کے اندر بڑے زور شور سے یہ دعویٰ موجود ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت بھی ضرور ضرور رکھیں گے۔ اس وعدہ کی وقعت اور حفاظت قرآن کی عظمت اسوقت سمجھ میں آتی ہے جبکہ کتب سابقہ کا تھوڑا سا حال معلوم ہو جائے۔

(۳) توراۃ موسیٰ علیہ السلام کا خمیرمایہ وہ دو الواح تھیں جو آنجناب کو کوہ طور پر لکھی لکھائی دی گئی تھیں۔ ہر دو الواح اسیوقت ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے میدان میں آکر لشکر کو گوسالہ پرستی میں مصروف پایا تھا۔ کلیم اللہ غیرتِ ایمانی سے بیتاب ہوگئے۔ لوحیں پھینک دیں اور بھائی کو جا پکڑا۔ اس واقعہ کے بعد احکام عشرہ اور دیگر احکامِ شریعت موسیٰ علیہ السلام ہی کی حیات میں لکھے گئے اور عہد کے صندوق میں رکھے گئے ملاحظہ ہو (استثنا رباب ۲۵) یہی ایک نسخہ تھا جس کی نسبت توقع کی جاسکتی ہے کہ داؤد علیہ السلام کے عہد تک خیمہ عبادت میں بحفاظت موجود رہا ہو۔ لیکن سلاطین اول باب ۸ سے واضح ہے کہ جب عہد کا صندوق خیمہ عبادت سے ہیکل سلیمانی میں لایا گیا تو پتھر کی دو شکستہ لوحوں کے سوا صندوق میں اور کچھ نہ تھا۔ اب ہم کو بلا کسی سند کے فرض کر لینا چاہیے کہ سلیمان علیہ السلام نے کسی طرح توراۃ کی شریعت کو جمع کر لیا ہوگا۔ اور پھر اسے عہد کے صندوق میں رکھوا دیا ہوگا۔ لیکن مسلمہ ہے کہ ہیکل کے اندر جو نسخہ بھی موجود تھا اسے بھی بخت نصر نے ہیکل کے ساتھ ہی جلا دیا تھا۔ دارا شاہِ ایران کے عہد میں سردارانِ بنی اسرائیل نے ہیکل کو از سر نو تعمیر کیا۔ کتاب کی تلاش کی گئی مگر نہ ملی (ملاحظہ ہو کتاب عزیر) تب حضرت عزیر نے اپنی یادداشت سے پھر کتاب کو تیار کیا جسے یہودی توراۃ کہتے ہیں۔ پھر جب ابن توکس کے وقت یہ بادشاہ ملک مصر پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے سپہ سالار نے اس نسخہ کو اور ہیکل کو جلا ڈالا۔ یہودیوں کی تمام کتابوں کی تلاشی لی گئی اور سب کو سوخت کر دیا گیا۔ ایک بوڑھا کاہن اپنے تین فرزندوں کے ساتھ جان بچا کر اپنے وطن

شہر موون کو بھاگ گیا تھا۔ اس کے فرزند مقائیس نے ایک کتاب دو جلدوں میں لکھی جو اسی کے نام سے مشہور ہے اور یہودیوں کے چند فرقے اسی کو آسمانی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔

واقعات بالا پر پورا پورا غور کرو۔ کیا اصل کتاب کے محفوظ رہنے کی کوئی بھی اصلیت نظر آتی ہے؟

(۴) اب انجیل کی سرگذشت سنئے۔ انجیل کے نام سے عیسائیوں میں چار کتابیں مشہور ہیں۔ انجیل متی۔ انجیل مرقس انجیل لوقا۔ انجیل یوحنا۔ متی کی انجیل سب سے پہلے عبرانی زبان اور شہر یہوذا (واقع شام) میں لکھی گئی لیکن اس عبرانی نسخہ کا وجود صفحۂ عالم سے ناپید ہے۔ اس کا ایک ترجمہ یونانی زبان میں ملتا ہے۔ لیکن کوئی عیسائی نہیں بتا سکتا کہ یہ ترجمہ کب کیا گیا اور کس شخص نے کیا۔

موجودہ کتاب کا یہ حال ہے کہ اس کے بابِ اول و دوم کو شارح نورٹن نے بمقابلہ لوقا صحیح تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اقرار کیا ہے کہ یہ دونوں باب اصل مصنف کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ (ملاحظہ ہو کتاب الاسناد صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۳۷ء)

لوقا مصنفِ انجیل پولوس کا شاگرد ہے۔ اس نے مسیح کو دیکھا ہی نہیں۔ لوقا نے اپنی انجیل کے شروع میں تحریر کیا ہے کہ وہ واقعات کو صحت کے بعد تحریر کرتا ہے۔ بزرگوار لوقا کے اس اعلان کے بعد یہ امید کرنا بالکل درست تھا کہ واقعات مندرجہ انجیل لوقا بالکل صحیح ہوں گے۔ لیکن انجیل کا وہی شارح فاضل نورٹن لکھتا ہے کہ "جن اعجازی باتوں کو لوقا نے لکھا ہے ان میں جھوٹی روایتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ اور اس کے لکھنے والے نے شاعرانہ مبالغہ سے اندراج کیا ہے اور اس زمانہ میں سچ کو جھوٹ سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔" (کتاب الاسناد صفحہ ۶۱)

قابلِ غور یہ ہے کہ جس کتاب میں سچ سے جھوٹ کا تمیز کرنا بھی مشکل ہو جائے وہ کہاں تک محفوظ کہلانے کی مستحق ہے یہی حال دوسری دو انجیلوں کا ہے۔

تمام عیسائیوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اناجیل اربعہ میں سے کوئی انجیل بھی مسیح پر منجانب اللہ نازل شدہ نہیں بلکہ یہ کتابیں انہی مصنفین کی تصنیف ہیں جن کے نام سے منسوب ہیں۔ اب ان کتابوں کا تقدس اس طرح قائم کیا جاتا ہے کہ ان مصنفین نے ان کتابوں کو روح القدس کی یاوری اور مدد سے لکھا تھا اگر یہ امر صحیح ہے تو ان چاروں کتابوں کے مضامین میں تناقض نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن ان میں اتنا تناقض موجود ہے کہ تطبیق دینا سخت دشوار ہے۔ آدم کلارک نورٹن اور ہارون صاحب انجیل کے مشہور شارح ہیں۔ تینوں کا متفقہ قول ہے کہ تطبیق کی کوئی صورت موجود نہیں۔ پادری فریچ کو اقرار ہے کہ ان انجیلوں کی چار پانچ آیتوں میں تحریف بھی ہوئی ہے۔ نیز وہ یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ ان میں چھوٹی موٹی تیس ہزار غلطیاں موجود ہیں۔

ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ جس کتاب میں تیس ہزار غلطیاں موجود ہوں تو اس کتاب کے محفوظ رہنے کا خیال بھی کیسے آسکتا ہے۔ ہمارے ان مختصر فقرات سے ناظرین بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حفاظتِ الٰہیہ نے مندرجہ کتب میں سے

کسی کا ساتھ نہیں دیا اور اسی لئے ہر ایک کتاب کے وجود یا اجزائے وجود پر خود اسی مذہب کے اشخاص نے شک و گمان کے غلاف چڑھا رکھے ہیں۔ قدرتِ الٰہیہ نے نہ صرف یہ کیا کہ کتابوں کی حفاظت نہیں کی بلکہ اس زبان اور لغت کی حفاظت بھی چھوڑ دی۔ جن میں یہ کتابیں لکھی گئیں یا نازل کی گئی تھیں۔

ذرا غور کرو۔ کہ عبرانی جو توراۃ کی زبان تھی۔ اور خالدی یا کالدی جو مسیح کی زبان تھی اور سنسکرت قدیم جو وید کی زبان تھی۔ اب دنیا کے کسی پردہ کسی براعظم یا کسی ملک یا کسی ضلع یا کسی شہر میں بطور زبان مستعمل ہیں؟ قدرت نے ان زبانوں کو ناپید کرنے سے اپنا فیصلہ قطعی صادر کر دیا ہے کہ "اب انسانوں کو ان کتابوں کی بھی ضرورت نہیں رہی جو ان زبانوں میں مروج کی گئی تھیں"

(۵) سطورِ بالا کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب آپ اس حفاظتِ الٰہیہ کا اندازہ کریں جو قرآن مجید کے متعلق ہے کہ اس کا زیر و زبر اور حرف حرف توالی اور تواتر کے ساتھ ثابت شدہ ہے۔ ملک چین میں ایک ایک حرف پورے یقین کے ساتھ اسی طرح پایا جاتا ہے جیسا کہ مراکو میں موجود ہے۔ اگر حفاظتِ الٰہیہ خود کارفرما نہ ہوتی تو ایک ایسی کتاب میں ہزاروں غلطیوں کا ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ ضروری تھا جس کا پیش کرنیوالا وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ سے مخاطب ہوا (یعنی آپ تو اپنے داہنے ہاتھ سے خط کھینچنا بھی نہیں جانتے) برہانِ بالا حفاظتِ الٰہی کے متعلق قطعی ہے۔ اس امی نبی کی کتاب کی حفاظت اس طرح سے کی گئی کہ اس کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ محفوظ ہے پس سنئے تمام قرآن میں

الف	۴۸۹۹۲	ب	۱۲۲۲۸	ت	۲۴۰۴	ث	۳۱۰۵
ج	۴۲۳۲	ح	۴۱۲۰	خ	۲۱۰۵	د	۵۹۷۲
ذ	۴۷۳۹	ر	۱۲۲۴۰	ز	۳۵۸۰	س	۵۹۷۶
ش	۲۱۱۵	ص	۲۰۰۸۳	ض	۶۸۲	ط	۱۳۰۷
ظ	۷۸۲	ع	۹۲۷۴	غ	۹۲۱۱	ف	۴۴۱۸
ق	۶۶۱۲	ک	۱۰۶۲۸	ل	۳۳۵۲۰	م	۲۶۵۱۵
ن	۴۴۱۹۰	و	۲۵۵۸۹	ہ	۱۶۰۷۰	ی	۲۵۹۰۹
رکوع	۵۶۶	سورتیں	۱۴۴	آیات	۶۶۶۶	(رحمۃ للعالمین ج ۳)	

ان واقعات اور حقائق کی روشنی میں میں بآواز بلند کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ موجودہ دور میں صرف قرآن ہی قابل عمل الہامی کتاب ہے اور حفاظتِ الٰہی کا شرف بھی اسی کو حاصل ہے۔